ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیام حیاء

OCT 2026

جمادی الاول 1448

Payam-e-haya

درس قرآن ڈاٹ کام

شمارہ نمبر 66

2026

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (صابر صابری)	4
اداریہ: پیام حیاء کے سفر میں آپ بھی شریک ہیں۔	5
گھر اور عورت (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6
ماں کی ایک نصیحت (فاطمہ سعید الرحمن)	7
سردیوں کے آغاز میں احتیاطی تدابیر (ابو محمد)	8
اولاد کی تربیت (عذرا خالد)	10
مسلم خاتون کا عظیم علمی کارنامہ (زینب نعیم)	12
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص)	15
میرے ابو (ام نسیبہ)	17
پانچ اعمال (ام صالحہ)	18
خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے	19
پانچ جوان مسلمان ہو گئے (ام حسن)	20
سیرت النبی ﷺ، ۱۵ قسط (زوجہ محمد اقبال)	21
نشان منزل (ام محمد جواد)	22
تبصرے	25
صحت کا پیغام (ادارہ)	26
بچوں کو کیسے مصروف رکھیں (سندس ارشد)	27
انا کا حصار اور عاجزی کی راہ (ان عبیر)	29
پکوان (عائشہ صدیقہ)	30

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیما رضوان۔ عذرا خالد

کلامِ الٰہی

دین میں کوئی زبردستی نہیں، بیشک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے، سو جو کوئی معبودانِ باطلہ کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لئے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے

سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶

کلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ: "جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا"۔

(صحیح بخاری رقم 7280)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اک رند ہے اور مدحت سلطان مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطان مدینہ

تو صبح ازل آئینۂ حسن ازل بھی
اے صل علیٰ صورت سلطان مدینہ

اے خاک مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروف عبادت
دیکھوں میں در دولت سلطان مدینہ

کونین کا غم یاد خدا درد شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطان مدینہ

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ

اے جان بہ لب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ

جگر مرادآبادی

اداریہ

پیامِ حیاء کے سفر میں آپ بھی شریک ہیں

پیاری قاریاتِ کرام!

اکتوبر کا مہینہ ہمیں گزرتے ہوئے وقت کا احساس دلاتا ہے۔ وقت خاموشی سے گزرتا رہتا ہے، مگر اپنے ساتھ ہماری زندگی کا ایک حصہ بھی لے جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ گزرے ہوئے وقت کا جائزہ لیں اور آنے والے دنوں کو بہتر بنانے کا عزم کریں۔ ایک مسلمان کے لیے اصل کامیابی یہی ہے کہ اس کی زندگی اللہ تعالٰی کی رضا کے مطابق گزرے۔

جمادی الاولیٰ بھی ہمیں اپنی زندگی اور معمولات کا جائزہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر و دعا، علم حاصل کرنے اور اچھے اخلاق کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنائیں۔ خاص طور پر اپنی اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دین، اخلاق اور انسانیت کی قدر بھی جانیں۔

پیاری بہنو! زندگی کی مصروفیات میں ہم اکثر اپنے اصل مقصدِ زندگی کو بھول جاتے ہیں۔ ہم اپنے وقت کو فضول مشاغل میں ضائع کرنے کے بجائے علم، عبادت، اور اپنی اصلاح میں استعمال کریں گے۔

ساتھ ہی ہم پیامِ حیاء ای میگزین کی تمام قاری بہنوں سے بھی آپ کی قیمتی رائے جاننا چاہتے ہیں۔ آپ کو میگزین کا کون سا حصہ یا سلسلہ سب سے زیادہ پسند ہے؟ کیا آپ کسی نئے موضوع یا حصے کا اضافہ چاہتی ہیں؟ میگزین کو مزید مفید، خوبصورت اور بہتر بنانے کے لیے آپ کے پاس کیا مشورے یا تجاویز ہیں؟

ہمیں ضرور بتائیے۔ آپ کی رائے ہمارے لیے محض ایک تبصرہ نہیں بلکہ آئندہ شماروں کو بہتر بنانے کے لیے رہنمائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پیامِ حیاء صرف ایک میگزین نہ رہے بلکہ ہماری تمام بہنوں کے لیے علم، اصلاح، حوصلے اور مثبت تبدیلی کا ایک خوبصورت ذریعہ بنے۔

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیام حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔

+92 313 2127970

گھر اور عورت اسلام کی نظر میں

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

قسط:۱

اسلام میں عورت کا مقام نہایت بلند ہے۔ایک لڑکی جب بیاہ کر شوہر کے گھر کی چار دیواری میں قدم رکھتی ہے، تو وہ محض ایک مکان نہیں بلکہ ایک عظیم تربیت گاہ کی بنیاد رکھ رہی ہوتی ہے۔آج کے جدید دور میں عورتوں کی گھریلو زندگی اور گھریلو ذمہ داریوں کو معمولی سمجھا جانے لگا ہے، جبکہ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خواتین کا گھر کے کام کاج سنبھالنا، شوہر کی دل جوئی کرنا اور بچوں کی صحیح تربیت کرنا عظیم عبادت اور آخرت کے بلند درجات کا ذریعہ ہے۔ گھر کے کام کاج کو بوجھ سمجھنے کے بجائے اگر سنتِ نبویہ کے آئینے میں دیکھا جائے، تو اس میں برکت ہی برکت ہے۔

خاتونِ جنت، حضرت فاطمہ الزہراؓ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپؓ اپنے گھر کے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔چکی پیستے پیستے آپؓ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، اور کنویں سے پانی بھر کر لانے کی وجہ سے سینے پر نشان پڑ گئے تھے۔

اس قدر مشقت کے باعث انہوں نے حضرت علیؓ کی وساطت سے نبی کریم ﷺ سے ایک خادمہ طلب کی، تو آپ ﷺ نے انہیں خادم کے بجائے رات کو سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے اور پورے بدن پر دم کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ تمہارے لیے کسی خادم سے بہتر ہے۔انہیں تسبیحاتِ فاطمہ کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت کا اپنے گھر کے کام خود کرنا اللہ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے اور اس کے نبی ﷺ کی پاکیزہ بیٹیوں کا طریقہ ہے۔

امہات المؤمنین اور صحابیات (رضی اللہ عنھن) کی زندگیاں اس بات کی گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے شوہروں کی خدمت، ان کے آرام اور ان کی امانتوں کی حفاظت کا ہمیشہ بہت خیال رکھا۔احادیثِ مبارکہ میں شوہر کی خدمت اور اس کی فرمانبرداری کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

سیدہ اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت زبیر بن عوامؓ نے ان سے نکاح کیا تو ان کے پاس ایک گھوڑے کے سوا کوئی مال یا غلام نہ تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں: "میں ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی، پانی پلاتی، اور کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر اس زمین تک لاتی تھی جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو دی تھیں اور یہ جگہ میرے گھر سے تقریباً دو میل دور تھی۔" اس قدر مشقت کے باوجود انہوں نے کبھی شکایت نہیں کی بلکہ خوش دلی سے شوہر کا ساتھ دیا۔

جاری ہے۔۔۔

ماں کی ایک نصیحت

فاطمہ سعید الرحمٰن

رات کافی گزر چکی تھی۔ گھر کے سب لوگ سو چکے تھے، مگر عائشہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ وہ اپنے بستر پر لیٹی بار بار ایک ہی بات سوچ رہی تھی۔ دن بھر جس انسان کے لیے اس نے اتنا کچھ کیا، آج اسی کے رویے نے اسے اندر سے توڑ دیا تھا۔

کبھی وہ سوچتی کہ میں نے اس کی مشکل وقت میں مدد کی، اس کے کام آئے، اس کے لیے دعائیں کیں، پھر اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ دل میں ایک عجیب سی شکایت پیدا ہو رہی تھی۔

اسی بے چینی میں وہ اٹھ کر اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ ماں تہجد کے لیے جاگ رہی تھیں۔ عائشہ کو پریشان دیکھ کر محبت سے پوچھا:

"بیٹی! کیا ہوا؟ اتنی پریشان کیوں ہو؟"

عائشہ ماں کے پاس بیٹھ گئی اور اپنی ساری بات بتا دی۔ آخر میں آنکھوں میں آنسو لیے بولی:

"امی! میں نے اس کے لیے اتنا کچھ کیا، لیکن اس نے میری قدر ہی نہیں کی۔ مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔"

ماں نے خاموشی سے بیٹی کی بات سنی۔ پھر اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا: "بیٹی! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، کسی انسان سے امید لگا کر نیکی مت کرنا۔" عائشہ نے حیرت سے ماں کی طرف دیکھا۔

ماں نے کہا: "ہم انسانوں کے لیے نہیں، اللہ کی رضا کے لیے کام کرتے ہیں۔ اگر تم نے کسی کی مدد اس امید سے کی تھی کہ وہ تمہارا شکریہ ادا کرے گا، تمہیں یاد رکھے گا یا وقت آنے پر تمہارے کام آئے گا، تو پھر تمہارا دل ضرور ٹوٹے گا۔ لیکن اگر تم نے یہ کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا تھا تو پھر تمہارا اجر اللہ کے پاس محفوظ ہے۔"

عائشہ خاموشی سے ماں کی بات سنتی رہی۔

ماں نے مسکرا کر کہا: "لوگ بھول سکتے ہیں، احسان کا بدلہ نہ دیں، بلکہ کبھی کبھی الٹا دل بھی دکھا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس لیے بیٹی! اپنا دل لوگوں کے رویوں کے ساتھ مت باندھو، اسے اللہ کے ساتھ جوڑ دو۔"

پھر ماں نے اسے ایک اور بات سمجھائی: "جب کسی کی مدد کرو تو یہ نہ سوچو کہ کل یہ میرے کام آئے گا۔ جب کسی کے لیے آسانی پیدا کرو تو یہ امید نہ رکھو کہ وہ بھی

تمہارے لیے آسانی پیدا کرے گا۔

عائشہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، لیکن اس بار یہ آنسو دکھ کے نہیں بلکہ دل کے بوجھ کے اترنے کے تھے۔

اس نے ماں کا ہاتھ چوم کر کہا: "امی! آج آپ نے مجھے بہت بڑی بات سکھا دی۔ آئندہ میں لوگوں سے نہیں، صرف اللہ سے امید رکھوں گی۔"

ماں نے دعا دیتے ہوئے کہا: "اللہ تمہیں ایسا دل عطا کرے جو لوگوں کے شکریے کا محتاج نہ ہو اور اللہ کی رضا میں خوش رہنا سیکھ جائے۔"

اس رات عائشہ نے محسوس کیا کہ مسئلہ یہ نہیں تھا کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی، اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنی نیکی کا صلہ انسانوں سے چاہنے لگی تھی۔ اس دن کے بعد اس نے اپنی زندگی کا ایک اصول بنا لیا: "نیکی اللہ کے لیے، امید اللہ سے، اور اجر بھی اللہ ہی سے۔"

سردیوں کے آغاز میں احتیاطی تدابیر

ابو محمد

سردی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لیکن اگر اس موسم میں احتیاط نہ کی جائے تو یہ کئی بیماریوں اور پریشانیوں کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ موسم گرما کے بعد جب اچانک سردی شروع ہوتی ہے تو ہمارا جسم اس تبدیلی کو فوراً قبول نہیں کرتا، اس لیے اس عبوری دور میں خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

سردیوں کے آغاز میں اختیار کی جانے والی احتیاطی تدابیر درج ذیل ہیں:

1۔ لباس میں احتیاط:

سردی آتے ہی گرم کپڑوں کا استعمال شروع کر دینا چاہیے۔ خاص طور پر صبح اور شام کے وقت ٹھنڈ زیادہ ہوتی ہے، اس لیے بچوں اور بزرگوں کو سوئیٹر، جرسی، ٹوپی اور جرابیں ضرور پہنانی چاہئیں۔ ہلکی سردی کو معمولی سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہی لاپرواہی نزلہ، زکام اور بخار کا باعث بنتی ہے۔

2۔ خوراک میں احتیاط:

سردیوں میں جسم کو زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے گرم اور طاقت بخش غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ جیسے خشک میوہ جات، انڈہ، مچھلی، دیسی گھی،

شہد، سوپ، یخنی اور قہوہ وغیرہ۔ ٹھنڈا پانی، کولڈ ڈرنکس اور باسی کھانوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ نیم گرم پانی پینا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔

3۔ صحت اور صفائی:

سردیوں میں نزلہ، زکام، کھانسی، دمہ اور جلد کا خشک ہونا عام شکایات ہیں۔ ان سے بچنے کے لیے روزانہ غسل کے لیے نیم گرم پانی استعمال کریں، ہاتھ بار بار دھوئیں اور دھول اور دھوئیں سے بچیں۔ گھر میں تازہ ہوا کا آنا جانا ضروری ہے، اس لیے دن کے وقت کچھ دیر کے لیے کھڑکیاں کھول دی جائیں تاکہ سورج کی روشنی اندر آ سکے۔ ڈاکٹر کے مشورے سے فلو کی ویکسین بھی لگوائی جا سکتی ہے۔

4۔ جلد اور ہونٹوں کی حفاظت:

سرد ہوا سے جلد خشک اور پھٹ جاتی ہے۔ اس لیے اچھی کولڈ کریم، ویزلین اور گلیسرین کا استعمال کریں۔ ہونٹوں پر لپ بام لگائیں۔ رات کو سونے سے پہلے سرسوں یا زیتون کے تیل کی مالش جسم کو گرم رکھتی ہے۔

5۔ گھروں میں احتیاط:

سردیوں میں اکثر لوگ کمرہ بند کر کے ہیٹر یا انگیٹھی جلاتے ہیں جو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے کمرے میں تھوڑی سی ہوا کی آمد و رفت ضرور رکھیں۔ گیس ہیٹر کو سونے سے پہلے بند کر دینا چاہیے۔ بجلی کے ہیٹر اور گرم پانی کی راڈ استعمال کرتے وقت احتیاط برتیں اور بچوں کو ان سے دور رکھیں۔

6۔ بچوں اور بزرگوں کا خاص خیال:

بچوں اور بوڑھے افراد میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ انہیں سردی زیادہ جلدی لگتی ہے۔ اس لیے ان کے کپڑوں، خوراک اور آرام کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ بچوں کو ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤں نہ چلنے دیں۔

7۔ ورزش اور دھوپ:

سردیوں میں سستی بہت آتی ہے لیکن ورزش کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ ہلکی پھلکی ورزش، چہل قدمی اور صبح کی دھوپ میں بیٹھنا جسم کو گرم اور چست رکھتا ہے۔ دھوپ سے ہمیں وٹامن ڈی بھی ملتا ہے جو ہڈیوں کے لیے ضروری ہے۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ اگر ہم سردیوں کے شروع میں ہی ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کر لیں تو ہم خود بھی کئی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور اپنے خاندان کو بھی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ سردی کا موسم تکلیف نہیں بلکہ لطف بن جائے گا اگر ہم سمجھداری اور احتیاط سے کام لیں۔

اولاد کی تربیت

عذرا خالد

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کے لیے عظیم نعمت، قیمتی امانت اور آزمائش قرار دیا ہے۔ والدین کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ وہ اپنی اولاد کی جسمانی ضروریات پوری کریں، انہیں اچھی تعلیم دلوائیں اور دنیاوی آسائشیں فراہم کریں، بلکہ ان کی دینی، اخلاقی اور فکری تربیت بھی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ یہ ذمہ داری بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کے حوالے سے یکساں اہم ہے، کیونکہ قرآن وسنت کی تعلیمات دونوں کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی کا معیار جنس نہیں بلکہ تقویٰ اور نیک کردار ہے۔

سورۃ التحریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

یہ آیت مبارکہ والدین، سرپرستوں اور خاندان کے ہر ذمہ دار فرد کو ایک عظیم ذمہ داری کا احساس دلاتی ہے۔ اس میں واضح طور پر یہ تعلیم دی گئی ہے کہ: صرف اپنی اصلاح اور نجات کی فکر کافی نہیں بلکہ اہلِ خانہ کی دینی تربیت بھی ضروری ہے۔

گھر والوں کو نماز، روزہ، قرآن، حلال وحرام اور اسلامی آداب کی تعلیم دی جائے۔ برائی کو نظرانداز کرنے کے بجائے حکمت، محبت اور خیر خواہی کے ساتھ اصلاح کی کوشش کی جائے۔ والدین اپنی اولاد کے لیے عملی نمونہ بنیں، کیونکہ کردار کی زبان نصیحت کی زبان سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ اسی لیے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم، دینی شعور اور اسلامی اقدار سے آراستہ کرنا والدین کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ حیا، سچائی، امانت داری اور حسنِ اخلاق کی تربیت دینا بھی اسی فریضے کا حصہ ہے۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات سے اولاد کی حفاظت اور ان کی فکری رہنمائی بھی والدین کی اہم ذمہ داری بن چکی ہے۔

1۔ حیا اور پاکیزگی کی تربیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیا ایمان کا حصہ ہے۔" (صحیح بخاری) حیا اسلام کے بنیادی اخلاقی اوصاف میں سے ایک ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کے اندر حیا، شائستگی، پاکیزگی اور اخلاقِ حسنہ پیدا کریں۔ گفتگو، لباس، نشست وبرخاست اور طرزِ زندگی میں حیا کا عنصر نمایاں ہونا چاہیے، کیونکہ یہی ایمان کی خوبصورتی اور کردار کی زینت ہے۔

2۔ لباس میں شرعی حدود کا اہتمام:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں مردوں اور عورتوں

دونوں کو نگاہوں کی حفاظت اور پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو ایسے لباس کی عادت ڈالیں جو ستر پوشی، وقار اور اسلامی اقدار کے مطابق ہو۔ لباس صرف جسم ڈھانپنے کا ذریعہ نہیں بلکہ شخصیت اور دینی شعور کا بھی مظہر ہوتا ہے۔

3۔ حدود و آداب کا شعور:

اسلام نے محرم و نامحرم کے احکام، نگاہوں کی حفاظت، پاکیزہ معاشرت اور باوقار تعلقات کی تعلیم دی ہے۔ اولاد کو یہ شعور دینا ہے کہ ہر تعلق کی کچھ حدود اور آداب ہوتے ہیں۔ ان حدود کا احترام انسان کی عزت، وقار اور تحفظ کا ضامن ہے۔ جو نوجوان اپنی زندگی میں شرعی حدود کا خیال رکھتے ہیں، وہ بہت سے فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

4۔ صالح صحبت کا انتخاب:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر شخص دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔" (سنن ابی داؤد) دوست انسان کی شخصیت اور سوچ پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی صحبت پر توجہ دیں اور انہیں نیک، بااخلاق اور دین دار افراد کی رفاقت اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

5۔ تعلیم کے ساتھ کردار سازی:

اسلام صرف علم حاصل کرنے کا نہیں بلکہ اچھا انسان بننے کا بھی درس دیتا ہے۔ بہترین تعلیم بھی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ اچھا کردار نہ ہو۔ اس لیے بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کو سچائی، امانت داری، احترامِ انسانیت، والدین کی اطاعت، رحم دلی، عفو و درگزر اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ یہی صفات ایک کامیاب اور باکردار شخصیت کی بنیاد بنتی ہیں۔

6۔ بیٹوں کی خصوصی تربیت:

جس طرح بیٹیوں کو حیا، عفت اور وقار کی تعلیم دینا ضروری ہے، اسی طرح بیٹوں کو نگاہوں کی حفاظت، عورتوں کے احترام، ذمہ داری کے احساس اور اپنے جذبات و خواہشات پر قابو پانے کی تربیت دینا بھی نہایت ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہو۔" (جامع ترمذی)

والدین اپنے بیٹوں کو یہ سکھائیں کہ وہ ہر عورت کی عزت کریں، اس کے حقوق کا احترام کریں اور اپنے کردار، گفتار اور رویّے سے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بنیں۔ ایک صالح مرد صرف اپنی ذات کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ اپنے گھر، معاشرے اور آنے والی نسلوں کے لیے بھی خیر کا ذریعہ بنتا ہے۔

مسلم خاتون کا عظیم علمی کارنامہ

زینب نعیم

859 میں قائم ہونے والے اس تعلیمی ادارے کو یونیسکو اور گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز نے دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی قرار دیا ہے۔

'القرویین' کے قیام کے دو سو سال سے بھی زیادہ عرصے بعد اٹلی میں یونیورسٹی آف بولونیا نے 1088 میں کام شروع کیا، جسے یورپ کی قدیم ترین جامعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ انگلینڈ میں یونیورسٹی آف آکسفورڈ کی بنیاد 12 ویں صدی کے اواخر میں پڑی، جبکہ یونیورسٹی آف کیمبرج تقریباً ایک صدی بعد قائم ہوئی۔

لیکن اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ دنیا کی قدیم ترین جامعہ، القرویین، ایک مسلم خاتون فاطمہ الفہری نے قائم کی تھی۔ مؤرخ ابن ابی زرع کے مطابق فاطمہ الفہری کا تعلق عرب کے معزز قریش قبیلے سے تھا۔ ان کے آباؤاجداد پیشے کے اعتبار سے تاجر تھے اور ایشیا اور افریقہ کے مختلف شہروں کا سفر کیا کرتے تھے۔ تقریباً 800 عیسوی میں

اسی شہر میں ہوئی تھی۔

ان کا پورا نام فاطمہ بنت محمد الفہری القریشیہ تھا۔ ان کے والد محمد الفہری بھی تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ اس تاجر نے اپنے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو دینی تعلیم دلوائی۔ فاطمہ الفہری نے بچپن میں اپنے خاندان سے اسلامی تعلیمات اور مذہبی اصول سیکھے۔ بعد میں انھوں نے قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ فقہ، یعنی اسلامی قانون، سمیت کئی دیگر علوم بھی حاصل کیے۔

نوجوانی میں فاطمہ کی شادی فاس کے ایک معزز خاندان میں ہوئی۔ تاہم چند ہی برس بعد ان کی زندگی میں یکے بعد دیگر کئی صدمے آئے۔

فاطمہ کم عمری میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئیں۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد ان کے والد اور بھائی بھی وفات پا گئے۔ نتیجتاً خاندان کی بڑی وراثت فاطمہ الفہری اور ان کی بہن مریم الفہری کے حصے میں آئی۔

جامعہ القرویین کا قیام

وراثت میں بڑی دولت ملنے کے بعد فاطمہ اور ان کی بہن مریم نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ دولت عیش وعشرت پر خرچ نہیں کریں گی۔ انھوں نے طے کیا کہ اپنے وسائل ایسے کاموں کے لیے وقف کریں گی جو اسلام اور انسانیت

کے لیے فائدہ مند ہوں۔

اس زمانے میں فاس میں مسلمانوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دونوں بہنوں نے شہر میں بڑی مسجدیں اور دینی تعلیمی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مریم الفہری نے اپنی دولت کا بڑا حصہ خرچ کر کے ایک بڑی مسجد تعمیر کروائی، جو الاندلس مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے۔

خوبصورت نقش و نگار سے مزین اس مسجد کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ یہاں ایک وقت میں تقریباً 20 ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دوسری جانب فاطمہ الفہری نے بھی اپنی دولت سے ایک اور بڑی مسجد تعمیر کروائی، تاہم یہ مسجد دوسری مساجد کے مقابلے میں کچھ مختلف تھی۔ فاطمہ نے مسجد کے منصوبے میں نماز کی جگہ کے ساتھ ایک بڑا اسلامی تعلیمی مرکز، یعنی مدرسہ، بھی شامل کیا۔ تاہم مختلف تاریخی روایات کے مطابق، مدرسے سمیت اس پورے تعلیمی و مذہبی مرکز کی تعمیر مکمل ہونے میں 12 سے 18 سال لگے تھے۔ مؤرخ ابن ابی زرع نے اپنی کتاب روض القرطاس میں لکھا ہے کہ فاطمہ خود مسجد کے اس پورے منصوبے کی تعمیر کی مسلسل نگرانی کرتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس کام کے لیے خود کو اس قدر وقف کر رکھا تھا کہ مسجد اور تعلیمی مرکز کی تعمیر مکمل ہونے تک وہ مسلسل روزے رکھتی رہیں۔

وسیع لائبریری

مسجد کے علاوہ جامعہ القرویین میں متعدد تعلیمی عمارتیں اور طلبہ کی رہائش کے لیے ہاسٹل بھی موجود ہیں۔ یہاں ایک وسیع و عریض کتب خانہ بھی قائم ہے۔ اس کتب خانے میں قرونِ وسطیٰ کی 20 ہزار سے زیادہ کتابیں محفوظ ہیں جن میں بیشتر ہاتھ سے لکھی گئی ہیں۔ ان میں تقریباً چار ہزار نایاب کتابیں اور مخطوطات شامل ہیں جو اسلامی تاریخ کے حوالے سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ یہاں محفوظ اہم مخطوطات میں امام مالک بن انس کی مشہور حدیث کی کتاب الموطأ کے نسخے، ابن اسحاق کی تصنیف السیرۃ النبویہ اور ابن خلدون کی معروف کتابوں المقدمہ اور العبر کے اصل مخطوطات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کتب خانے میں قرآن مجید کا ایک قدیم مخطوطہ (ہاتھ سے لکھا گیا قدیم نسخہ) بھی محفوظ ہے جسے 1602 میں سلطان احمد المنصور نے عطیہ کیا تھا۔

اسناد جاری کرنے کا نظام

فاطمہ کی قائم کردہ القرویین کی بدولت فاس آہستہ آہستہ افریقہ میں اسلامی تعلیم کے ایک اہم مرکز کے طور پر ابھرنے لگا۔ یہاں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی تعلیم حاصل کر سکتی تھیں تاہم ان کے لیے تعلیم کی الگ جگہ مختص تھی۔ کہا جاتا ہے کہ فاطمہ خود بھی اس ادارے میں زیرِ تعلیم رہی تھیں۔ ابتدائی دور میں یہاں تعلیم کا مرکز اسلامی علوم تھے لیکن وقت کے ساتھ اس کے نصاب میں لسانیات، صرف و نحو، قانون، ریاضی، موسیقی، فلسفہ، تصوف، طب اور علمِ نجوم جیسے مضامین بھی شامل ہو گئے۔

صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ قرونِ وسطیٰ کے متعدد معروف یہودی اور مسیحی علما نے بھی اس ادارے سے تعلیم حاصل کی۔ اس ادارے کے طلبہ میں پوپ سلویسٹر دوم بھی شامل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے یہاں عربی ہندسوں کے نظام کے بارے میں علم حاصل کیا، جسے بعد میں یورپ میں متعارف کرانے میں انھوں نے کردار ادا کیا۔ اس ادارے میں مختلف ادوار میں تدریسی خدمات انجام دینے والی شخصیات میں معروف مالکی فقیہ ابن العربی، مؤرخ ابن خلدون اور ماہر فلکیات نور الدین البطروجی شامل ہیں۔

مراکش کے مؤرخ محمد المنونی کے مطابق تقریباً 1040 سے 1147 کے درمیان یہ مدرسہ ایک باضابطہ اعلیٰ تعلیمی ادارے میں تبدیل ہو چکا تھا، جہاں طلبہ کو ان کی اہلیت کی بنیاد پر اسناد دی جاتی تھیں۔ بیشتر مؤرخین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ القرویین دنیا کا پہلا ادارہ تھا جہاں باقاعدہ طور پر اسناد جاری کی جاتی تھیں۔ 1963 میں مراکش نے ایک شاہی فرمان کے ذریعے اسے جدید جامعہ کی شکل دینے کا عمل شروع کیا۔ 1965 میں اس کے نام کے ساتھ باضابطہ طور پر یونیورسٹی کا لفظ شامل کیا گیا اور یوں یہ جامعہ القرویین کہلانے لگی۔

نجات کیسے ملے گی؟

سیدنا عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ (جہنم سے) نجات کیسے ملے گی؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: (1) اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ (2) فارغ وقت اپنے گھر میں گزارو۔ (3) اپنے گناہوں پر آنسو بہایا کرو۔

(سنن الترمذي: 2406، السلسلة الصحيحة: 6/859)

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

ٹیچرز ڈے منانا (فتوی نمبر: 8566)

سوال: ہم اپنے اسکول میں ٹیچرز ڈے مناتے ہیں، اس دن بچے اپنے اساتذہ کو گفٹ کارڈز اور پھول پیش کرتے ہیں اور اسکول انتظامیہ کی طرف سے ایک تقریب منعقد ہوتی ہے جس میں اسکول میں کام کرنے والے تمام ملازمین بشمول اساتذہ، چوکیدار، چپڑاسی، ماسی اور ڈرائیورز کو حوصلہ افزائی کے لئے اسکول کے مالک کی طرف سے ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے مذہبی تعلیمات کے ایک استاذ کا خیال ہے کہ ہمیں یہ دن اسی متعین تاریخ میں غیروں کی نقالی کرتے ہوئے نہیں منانا چاہیے کیونکہ یہ ہمارا کلچر نہیں ہے، جبکہ ہماری نیت تو اس دن کے منانے سے یہ ہوتی ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کا باہمی تعلق قائم ہو جائے اور انہیں اساتذہ کی محنت اور ان کے کردار کے بارے میں پتہ چل جائے۔

جواب: اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبہ اور ہر تعلق کے حوالے سے جامع ہدایات دی گئی ہیں، اسلام میں حقوق العباد کو خاص اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، انہی حقوق میں استاذ کے حقوق کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اساتذہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"۔ (ابنِ ماجہ، حدیث نمبر: 229)

اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لیے کوئی تقریب منعقد کرنا بذاتِ خود جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کسی غیر شرعی کام کا ارتکاب نہ کیا جائے لیکن اگر یہ تقریب غیر مسلموں کی نقالی اور تقلید میں منعقد کی جائے تو اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ اسلام میں جتنا استاذ کا ادب و احترام کرنے اور اس سے عزت و وقار سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے، اتنا کسی اور مذہب میں نہیں دیا گیا۔ اسلام ہر چیز میں اپنی ایک ثقافت، تشخص اور پہچان رکھتا ہے اور غیروں کی تقلید میں کوئی رسم منانے سے منع کرتا ہے، لہذا غیروں کی تقلید میں صرف ایک دن "ٹیچرز ڈے" (Teacher's Day) منانے کے بجائے ہمیں روزمرہ زندگی میں اساتذہ کے حقوق کا تحفظ اور خیال رکھنا چاہیے۔

عنوان: ہاتھ کی لکیروں سے ایک یا دو شادیوں کا اندازہ لگانا (فتوی نمبر: 9355)

سوال: ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر اپنی شادیوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کا کیا حکم ہے اور کیا اس سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، ہاتھ کی لکیروں میں غیب کا علم نہیں رکھا گیا ہے۔ اس لیے پوچھی گئی صورت میں اگر ہاتھ کی لکیریں دیکھنے سے یہ عقیدہ ہو کہ اس سے مستقبل کی باتوں کا علم ہو جاتا ہے تو اس سے ایمان جانے کا خدشہ ہوتا ہے، لیکن اگر لکیریں دیکھنے سے ایسا عقیدہ نہ ہو، تب بھی اس غرض سے ہاتھ کی لکیریں دیکھنا ناجائز اور حرام ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آپ ﷺ کا

ارشاد مذکور ہے: "جو شخص کسی عرّاف (نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کوئی (مستقبل کی) بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی"۔(مشکوٰۃ المصابیح، ص:393)

چھوٹی بچیوں کو آنکھ مٹا کر گڑیا کھیلنے کے لیے دینا (فتوی نمبر:33436)

سوال: مفتی صاحب! تین سے چار سال کی چھوٹی بچی اگر گڑیا سے کھیلنے کی ضد کرے تو کیا گڑیا کی آنکھیں چھپا کے یا پینٹ سے کالا چشمہ وغیرہ بنا کر کھیلنے کے لیے دی جاسکتی ہے؟ یا اس کے علاوہ کوئی صورت ممکن ہو تو بتادیں۔

جواب: واضح رہے کہ ایسی گڑیا جس کی شکل وصورت کسی ذی روح جاندار کی طرح ہو اور اس کا چہرہ ودیگر اعضاء ناک، کان اور آنکھیں بالکل واضح ہوں تو ایسی گڑیا کو گھر میں رکھنا اور بچیوں کو کھیلنے کے لیے دینا جائز نہیں ہے، نیز گڑیا کی صرف آنکھیں چھپا دینے سے وہ ممنوعہ صورت سے نہیں نکلتی، البتہ اگر اس کا چہرہ بالکل مسخ کردیا یعنی مٹادیا جائے یا اس کا سر بالکل کاٹ دیا جائے تو وہ مجسمے کے حکم سے نکل جائے گی اور ایسی گڑیا سے کھیلنے کی اجازت ہوگی۔(ردالمحتار:648/1، ط:سعید)

عنوان: خواتین کا مردانہ چپل یا بوٹ (Shoes) استعمال کرنے کا حکم (فتوی نمبر:63668)

سوال: حضرت مفتی صاحب! امید ہے کہ آپ خیر وعافیت کے ساتھ ہوں گے، آج کل یہ فیشن بن گیا ہے کہ خواتین گھروں میں اور اسکول وکالج کی لڑکیاں اسکول کالج جاتے ہو نیز بازار میں بھی مردوں کی طرح بوٹ پہنتی ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ لعنت کی وعید میں داخل ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ ؓ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے لیے مخصوص) جوتا پہنتی ہے، (اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(سنن ابی داؤد:4099)

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اگر بوٹ صرف مردوں کے لیے مخصوص ہوں اور عورت کا انہیں پہن کر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا مقصود ہو تو عورت کے لیے ایسے بوٹ پہننا جائز نہیں ہے، البتہ جو بوٹ مرد وخواتین دونوں ہی کے لیے عام طور پر استعمال ہوتے ہوں اور مردوں کے ساتھ خاص نہ سمجھے جاتے ہوں تو عورت کے لیے ان کا پہننا جائز ہے۔

اسی طرح گھروں میں خواتین بعض اوقات بے دیہانی میں مردوں کی چپل وغیرہ پہن لیتی ہیں اور عموماً اس سے مردوں کی مشابہت مقصود نہیں ہوتی، اس لیے ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(مرقاۃ المفاتیح: باب الترجل، 2818/7، ط: دارالفکر)

میرے ابو

اُمِّ نُسیبہ

محبتوں میں باپ اور بیٹی کی محبت لازوال ہوتی ہے جس کا کوئی ثانی ہو ہی نہیں سکتا۔ زندگی میں محبت کرنے والے ان گنت رشتے کیوں نہ موجود ہوں مگر باپ جیسا پیار بیٹی کو کوئی نہیں دے سکتا۔ اپنے ابو کو ہمیشہ اس سنت پر عمل کرتا ہوا پایا کہ جب بھی ملاقات ہوتی ہمیشہ خود اُٹھ کر مجھ سے ملتے اور ماتھا چومتے۔

جب اپنے گھر میری واپسی ہونے لگتی تو گاڑی تک چھوڑنے آتے اور منع کرنے کے باوجود میرا سامان خود اٹھاتے۔ ہر سال اللہ پاک انہیں حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب فرماتے تو سب سے اچھی چیز میرے لیے خرید کر لاتے۔ امی آکر کہتیں کہ وہاں انہیں دکان پر اپنی بیٹی اور نواسیوں کے علاوہ کسی کے لیے کوئی چیز لینا یاد نہیں رہتا۔ جب میں ان کے ساتھ حج پر گئی تو روزانہ صبح نماز فجر کے بعد ایک شاپ پر فریش جوس پلاتے پھر گھر آکر میرے منع کرنے کے باوجود خود ناشتہ بنا کر میرے لیے خواتین کے پورشن میں بھجواتے۔

حج گروپ کی خواتین مجھے برملہ کہتیں کہ انٹر کام پر سب سے زیادہ کالز آپ کے لیے آپ کے ابو کی آتی ہیں۔ اور واقعی ایسا ہی تھا، کتنی ہی بار خیریت پوچھتے۔ کچھ کھانے کا دل چاہ رہا ہے تو باہر چلیں۔۔ یا کوئی خریداری کرنی ہو تو بتائیں۔ حج کے سفر اور عام زندگی میں بھی انہوں نے مجھے پھولوں کی طرح رکھا۔

یہاں تک کہ میدانِ مزدلفہ میں میں تھک ہار کر بیٹھ گئی، پیدل چلنے کے باعث پاؤں شل ہو رہے تھے تو ابو پریشانی میں میرے پاؤں دبانے لگے۔۔ بارہا منع کرتی رہی۔۔ پیدل سفر میں بار بار زم زم اور جوس دیتے رہے۔ یہی نہیں ابو کا ہاتھ تھام کر جہاں میں نے طوافِ

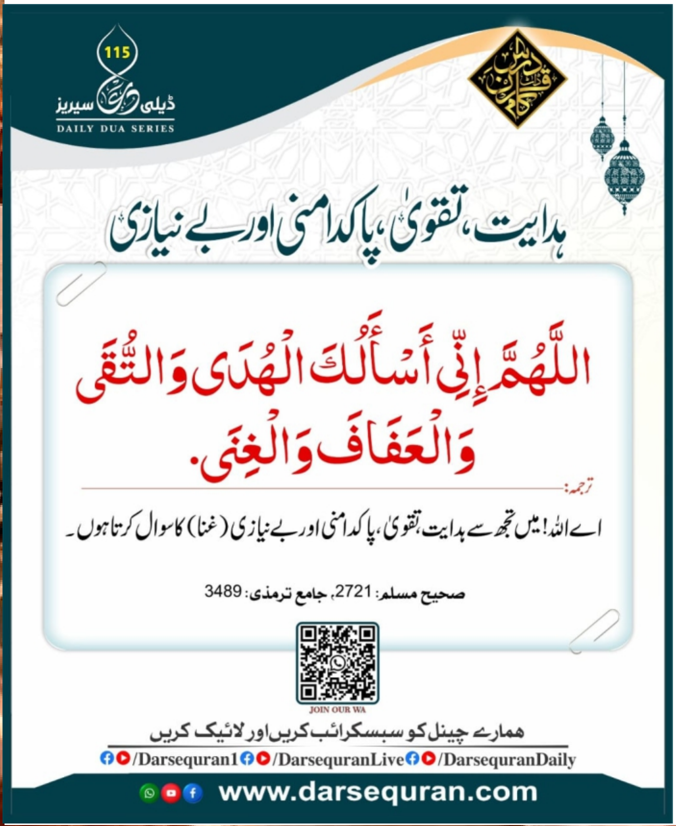

کعبہ کیا ہے وہیں مکمل پردے میں سمندر کی لہروں کے بیچوں بیچ محظوظ ہوئے ہیں۔ان کے ساتھ جید علماء کے بیانات میں شرکت کی،تو وہیں گاڑی روک کر مختلف علاقوں کی مشہور ٹھیلوں پر بکنے والی چیزیں بھی انہوں نے کھلائیں۔۔ہم تینوں بہن بھائیوں کو حج وعمرہ کروایا انہوں نے،وہیں اسلام آباد،اور مری سے لے کر آزاد کشمیر تک گھمایا۔

بتانے کے لیے بہت کچھ ہے ان کے بارے میں کہ میں کہاں کہاں ان کی محبتوں اور شفقتوں کا ذکر کروں کہ میں نے تو ان کو اپنی آنکھیں کھلتے ہی سراپا محبت پایا تھا۔وہ ہر ہر رشتے کے لیے شفقت وایثار کا پیکر تھے۔اللہ پاک نے اپنے اس مخلص بندے کی نیکیوں کی ایسی لاج رکھی کہ انہیں اتنی خوبصورت واپسی عطا کی کہ ہر سننے والا ایسی موت کی خواہش کرتا ہے۔

16 ستمبر 2017 کو حج سے واپسی اور 5 اکتوبر کو اللہ کا بلاوہ۔جاب کے دوران ظہر کی نماز کا وقت اور سنت پڑھ کر جماعت کے منتظر تھے کہ اجل آگئی۔آخری کلام کلمہ طیبہ۔وضو کی حالت میں۔آخری خرچ صدقہ (گھر سے نکلتے ہوئے گھر میں موجود صدقے کے ڈبے میں ڈالتے) آخری سفر،سفرِ حج۔۔کسبِ حلال کے دوران موت۔۔۔آخری کام نماز۔۔۔اللہ اکبر کبیرا

اللہ پاک میرے ابو کی کامل مغفرت فرمائیں اور ہمیں ان کے ساتھ جنت میں اکٹھا فرمائیں آمین ثم آمین

پانچ چیزیں، پانچ اعمال میں موجود ہیں!

ام صالحہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ (م ۱۴۰۲/۱۹۸۲) تحریر فرماتے ہیں۔"

حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ علیہ (م ۱۷۴ھ) مشہور صوفی اور بزرگ ہیں،فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں اور انکو پانچ جگہ پایا۔

1۔روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی۔

2۔اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔

3۔منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اُس کو قرائت میں پایا۔

4۔اور پل صراط سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا۔

5۔اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔"

خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے سنہرے اصول

قسط: ۲

بنت عبداللہ

3- عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے، نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے، نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے، نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے، نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے، نہ شوہر کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے، اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

4 - عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہر گز ہر گز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہر گز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے، نہ افسوس ظاہر کرے۔

بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمھارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے، ایسا کرنے

سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا۔

جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔[[...جاری...]]

پانچ نوجوان مسلمان ہوگئے

ام حسن

نیوزی لینڈ کے 5 نوجوان سائیکلوں پر ترکی کے سفر پر نکلے ہوئے تھے۔ دوران سیاحت وہ صوبہ سیواس کے گاؤں تا تلی جاک پہنچے تو گاؤں والوں نے ان کا ایسا پر تپاک استقبال کیا کہ وہ حیران رہ گئے۔

گاؤں کے مختار سباحتین کایا نے بتایا کہ نوجوانوں نے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا تھا، مگر گاؤں والوں نے مہمان سمجھ کر انہیں کھانا کھلایا، آرام کا موقع دیا اور ان کی ضروریات خود محسوس کر کے پوری کیں۔ ان کی اس بے لوث محبت، مہمان نوازی اور حسنِ سلوک نے نیوزی لینڈ کے ان نوجوانوں کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑا۔

ان پانچوں نوجوانوں نے گاؤں والوں کی اس بے لوث مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کیا کہانی ہے؟ تم لوگوں کے لیے ہم کوئی خاص اہمیت رکھتے ہیں؟ مقامی لوگوں نے بتایا کہ یہ ہمارے دین کا حکم اور ہمارے نبیؐ کی تعلیم ہے۔ یہ سن کر سیاح مزید حیران ہو کر اسلام کے بارے میں جاننے کی خواہش ظاہر کی۔

اس کے بعد انہیں گاؤں کی مسجد میں امام کے پاس لے جایا گیا۔ امام صاحب نے انہیں اسلام کے بارے میں بتایا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ چند گھنٹوں کی اس ملاقات کے بعد وہ پانچوں نوجوان کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

وہ ترکی میں صرف ایک گاؤں دیکھنے اور سفر کی ایک منزل طے کرنے آئے تھے، مگر تا تلی جاک سے اپنے دل میں ایمان لے کر روانہ ہوئے۔

اسلام کی دعوت الفاظ سے نہیں، کردار سے پہنچتی ہے۔ ایک اجنبی مسافر کے ساتھ خلوص، عزت، سخاوت اور بے لوث مہمان نوازی وہ پیغام بن جاتی ہے جو براہِ راست دل تک پہنچتا ہے۔ پانچ نوجوان ترکی آئے تھے سائیکلوں پر، مگر واپس گئے تو ان کے دل اسلام کی روشنی سے منور تھے۔ یہ واقعہ 14 اگست کو ترک میڈیا میں رپورٹ ہوا۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر:۱۶

زوجہ محمد اقبال

عبدالمطلب کے ایک بیٹے حارث تھے۔ایک مرتبہ عبدالمطلب اور حارث نے آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ زم زم کو تلاش کیا جائے۔اس زمانے میں کسی خاص وسائل کے بغیر زم زم کو تلاش کرنا بہت مشکل کام تھا، کیونکہ یہ علاقہ پہاڑی سلسلوں اور چاروں جانب پھیلے ہوئے پتھروں پر مشتمل تھا۔ایسی صورتِ حال میں جگہ جگہ کھدائی کر کے کسی قدیم کنویں کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا تھا۔لیکن عبدالمطلب کے دل میں زم زم کو تلاش کرنے کی شدید تڑپ تھی۔

ایک رات عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ان سے کہتا ہے:"طیبہ کو کھودو۔"اگلے دن پھر خواب آیا اور وہی شخص کہنے لگا:"مضنونہ کو کھودو۔" تیسرے دن خواب میں کہا گیا:"برّہ کو کھودو۔"پھر چوتھے دن خواب میں اس شخص نے واضح طور پر کہا:"زم زم کو کھودو۔"

اب عبدالمطلب سمجھ گئے کہ ان تمام ناموں سے مراد زم زم ہی ہے۔ان کی خواہش تھی کہ زم زم کو دریافت کرنے کا شرف قریش کو حاصل ہو اور قریش میں بھی یہ اعزاز انہیں نصیب ہو،تاکہ سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت ان کے ہاتھ میں رہے۔لیکن سوال یہ تھا کہ عبدالمطلب اور ان کا صرف ایک بیٹا مل کر اس عظیم کام کو کیسے انجام دیں گے؟

کچھ دن مزید گزرے تو عبدالمطلب نے ایک اور خواب دیکھا۔خواب میں انہیں کنویں کی کچھ نشانیاں بتائی گئیں کہ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں گوبر اور خون کے ڈھیر موجود ہیں،وہاں چیونٹیوں کے بہت سے بل ہیں،اور وہاں ایک ایسا کوا(غُرابٌ أعصم)آکر بیٹھے گا جس کے پاؤں اور چونچ سرخ ہوں گے۔

یہ نشانیاں عبدالمطلب کے لیے زم زم کی تلاش میں رہنمائی کا ذریعہ بنیں،اور انہوں نے ان علامات کی مدد سے اس جگہ کو تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

اب عبدالمطلب دوسرے دن حیران و پریشان ہر جگہ ڈھونڈتے پھرے۔ایک ایک گلی،ایک ایک پہاڑ کو تلاش کیا،لیکن نہ انہیں کہیں گوبر نظر آیا،نہ خون،نہ کوا اور نہ ہی چیونٹیوں کی کوئی بستی۔

وہ حیران ہوئے کہ مجھے مسلسل چار راتیں خواب دکھائے گئے اور اتنی واضح نشانیاں بتائی گئیں،لیکن کہیں کچھ نظر نہیں آرہا۔وہ بہت پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:"یااللہ! یہ موقع مجھے عطا فرما اور یہ سعادت مجھے نصیب فرما۔"

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

نشانِ منزل

ام محمد جواد کراچی

کالج سے واپسی پر وہ مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی ماما اس کی منتظر تھیں، وہ جلدی سے فریش ہو کر آئی اور سب کے ساتھ کھانے میں شامل ہوگئی۔ کھانا کھا کر کچھ دیر لیٹی مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ دبے پاوں کمرے سے نکلی کچن میں پانی پینے کے لئے مڑی تو لاونج سے آتی ماما کی آوازوں نے اس کے قدم جکڑ لئے۔

"فلسفہ قربانی کیا ہے! محض رضا و تسلیم، اپنا سر جھکا دینا اپنی خواہشات کو اس ایک کے تابع کر دینا، اپنا سب کچھ اس رب کی رضا پانے کے لئے قربان کر دینا" یہی تو اس کا خلاصہ ہے۔ اللہ کو نہ تو ہمارا بہایا خون پہنچتا ہے نہ گوشت محض وہ ذات یہ دیکھتی ہے کہ کتنا کوئی اس کی رضا کے لیے اپنے نفس پر چھری پھیرتا ہے؟ کتنا اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کر کے اس کی قربت کی منزلیں طے کرتا ہے اور بہنوں یاد رکھو جب اس خواہش میں کوئی ایک قدم بڑھاتا ہے تو وہ ذات بابرکت بھی آگے سے بڑھ اس رستے پر اس کو تھام لیتی ہے، اسے سہارا دیتی ہے اسے منزل تک پہنچاتی ہے. بہنوں جو ذات ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بناتی ہے، وہی ذات اپنی معرفت میں اٹھتے ہر قدم کو نشان منزل بھی دیتی ہے۔

اس آخری جملے نے گویا سدرہ کے ذہن پر لگے سارے جالے اتار دیئے۔ ساری دھند گویا چھٹ گئی تھی صرف اس ایک جملے سے۔ ہاں نشان منزل اسی کی تو تلاش تھی جو ماما کی باتوں نے واضح کر دیا۔ یہ اس رب کریم کی عنایت ہی تو تھی جو یہ جملے اس کی سماعت کا حصہ بنے۔

تشکر کے آنسو اس کے گالوں کو بھگوتے چلے گئے وہ جلدی سے پلٹی اور نماز کے لیے بنے مخصوص کمرے میں جا کر وہاں بچھی جاء نماز پر سجدے میں گر کر بے آواز آنسو بہانے لگی۔

رونے کی وجہ سے اس کا ہولے ہولے لرز رہا تھا اور اس کا دل اپنے رب کے اگے شکر سے سجدہ ریز تھا کہ اس کے رب نے کیسی اس کی رہنمائی فرمائی۔

دراصل وہ ایک ایسے متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی تھی جہاں کا ماحول عصری اور دینی تربیت کا امتزاج تھا بابا نہ صرف ہائی کوالیفائیڈ تھے بلکہ دین کی بھی پوری سمجھ بوجھ رکھتے تھے کیونکہ علماء سے ہمیشہ تعلق رہا اور ماما بھی ایک ہاوس وائف تھیں مگر اپنی شخصیت میں دینی و دنیاوی تربیتی رنگ کا بہترین امتزاج رکھتی تھیں۔ وہ تین بہن بھائی تھے سب بڑی سعدیہ آپی پھر سدرہ اور اس سے چھوٹا بھائی زین۔

تینوں کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ کے ساتھ شروع ہی سے ماما بابا کا ایک انداز رہا کہ ہمیشہ بچوں کو بھرپور

اعتماد سے نوازا اور ان کی شخصیت سازی پر بہت محنت کی۔ یہی وجہ تھی تینوں بچے بہترین انداز سے اپنی زندگی میں اگے بڑھ رہے تھے۔ سعدیہ آپی کا یہ ماسٹرز کا اخری سیمسٹر تھا پچھلے سال یہ ان کی بخاری ہوئی تھی اور چھ ماہ بعد ان کی رخصتی بھی طے پا چکی تھی۔ چھوٹا زین حفظ مکمل کر کے اب گریڈ سیونتھ میں تھا اور رہ گئی سدرہ تو اس کی فرسٹ ائیر کی کلاسز اسٹارٹ ہوئے کچھ ماہ گزر چکے تھے۔

ماما بابا نے ان پر کسی قسم کی زبردستی کبھی نہیں کی تھی۔ بلکہ ہمیشہ ہر بات کا نفع نقصان سمجھایا اور ان کو فیصلے کا اختیار دیا۔ ان تینوں نے بھی کبھی والدین کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی تھی۔ مگر اب جب کہ سدرہ کالج جانے لگی تھی۔ وقت کے ساتھ چونکہ بہت کچھ بدل رہا تھا، باہر کا ماحول، سوشل میڈیا کی بھرمار اور بہت کچھ تو سدرہ کے اندر کچھ بدلنے لگا۔

جب وہ کالج ائی تھی تو سب نے لاسٹ کے دو پیریڈ میں پارٹی ارینج کی تھی یہ پہلے سے طے شدہ تھا کیونکہ آج آخری دن تھا کل سے عید الاضحی کے سلسلے میں چھٹیاں ہو جانی تھیں۔ یہ ایک گرلز کالج تھا مگر کچھ میل ٹیچرز بھی تھے جو سینئیر کلاسز کے لیے تھے یا لیب کے لیے۔ سدرہ ہمیشہ کلاس سے باہر جاتی یا کبھی لیب ہوتی تو حجاب ہی میں رہتی تھی یہ بات تمام کلاس فیلوز کے علم میں تھی۔ عالیہ ان کی کلاس فیلو تھی اور لبرل طبقے سے تھی اسے نہ جانے کیوں سدرہ کے حجاب سے خوامخواہ کی چڑ تھی۔

پارٹی میں جب تمام بچیاں بے تکلف پارٹی انجوائے کرتی ہوئی کھانے پینے میں مصروف تھیں کہ اچانک ہی عالیہ نے تصویریں لینا شروع کر دیں اور نہ صرف تصویریں لیں بلکہ اپنے سوشل میڈیا اکاونٹس پر بھی شئیر کرنے لگی اور سدرہ جو اپنے گروپ کی دوستوں کے ساتھ تھی اچانک ہی عالیہ اس کی طرف آ کر کہنے لگی: اومس سدرہ! حجابی گرل! یہ دیکھو میں نے تمہاری پکس بھی اپلوڈ کر دی ہیں۔ اب بولو۔ یہ کہہ کر وہ قہقہے لگانے لگی۔

تب سدرہ کو شدت سے اندازہ ہوا کہ سعدیہ آپی نے کیوں کالج جانے سے زیادہ مدرسہ کو اہمیت دی۔ اور کیوں وہ اور ماما بابا پیار سے اسے سمجھاتے رہے تھے کہ جیسے سعدیہ آپی نے رجسٹریشن کروا کر پرائیوٹ پڑھ لیا تھا بابا نے مہنگے سے مہنگی ٹیوٹر گھر کیوں ارینج کر کے دی تھی۔ مگر اس کی کالج میں داخلہ لینے کی ضد پر سب کیوں چپ کر گئے تھے یہ سب اسے اب سمجھ آ رہا تھا۔

اگرچہ عالیہ صرف اسے تنگ کر رہی تھی اس نے ساری تصویریں ڈیلیٹ بھی کر دی تھیں لیکن سدرہ کے اندر ایک طوفان کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ جو اپنے نفس کی خواہش کے پیچھے چل کر کالج آ تو گئی تھی لیکن بروقت اسے کھینچ لیا گیا اور وہ جو چند ماہ میں ہی کالے عبایہ کی جگہ رنگین عبائیوں اور نقاب کی جگہ ماسک لگانے والیوں کی طرف متوجہ ہونے لگی تھی۔ ورنہ تو اگروہ

ایک سال بھی گزار آتی تو آگے تو میل ٹیچرز سے پڑھنا بھی پڑتا اور پھر ماحول تو اثر کرتا ہی ہے، پھر بتدریج سوچ بھی بدلنے لگتی ہے لیکن وہ اس رب کی محبت کے آگے جھکی جا رہی تھی جس نے بڑی محبت سے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

محلے کی مسجد سے عصر کی اذان سنائی دی۔ تو سدرہ نے بھی سجدے سے سر اٹھایا اور اپنا چہرہ صاف کرنے لگی اور پھر ایک فیصلہ جو وہ کر چکی تھی اس پر عمل کرنے کا سوچتی ہوئی اٹھی اور مضبوط قدموں کے ساتھ لاونج کی طرف جانے لگی جہاں ماما اپنی ہفتہ وار کلاس کے بعد (جو محلے کی مستورات اور بچیوں کے لیے مخصوص تھی) دعا کروا رہی تھیں۔ وہ بھی ہاتھ پھیلا کر دعا میں شامل ہو گئی ایک سکون تھا جو اس کے اندر اتر رہا تھا۔ دعا کے بعد خواتین ماما اور سعدیہ باجی کے ساتھ ساتھ اس بھی ملتی ہوئی اپنے گھروں کو روانہ ہوئیں۔ چلو بچیوں عصر کی نماز ادا کر لیں ماما یہ کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں تو وہ بھی وضو کے ارادے سے اٹھ گئی۔

نماز کے بعد جب سعدیہ آپی شام کی چائے بنانے کچن کی طرف گئیں۔ سدرہ ماما کے سامنے جا بیٹھی۔ جیسے ہی ماما نے اس نظر ڈالی آنسو ایک بار پھر ایک تسلسل سے بہنے لگے۔ ماما نے ایکدم سدرہ کے ہاتھ تھام لیے اور پریشانی سے پوچھنے لگیں کیا بات ہے سدرہ؟ کیوں رو رہی ہو گڑیا؟ کسی نے کچھ کہہ دیا؟ تو وہ محض نفی میں سر ہلا سکی اس سے کچھ بولا نہیں گیا ماما نے اسے گلے سے لگا کر کچھ دیر رونے دیا جب دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو سدرہ نے کہنا شروع کی "ماما اگر انسان اپنے گناہوں پر سچے دل سے توبہ کرے تو وہ معاف کر دیتا ہے نا؟"

ہاں بالکل بیٹا وہ تو بخشنے والا ہے اور اپنے بندوں کا منتظر کہ کون ہے جو اس کی طرف پلٹ آئے۔ ماما ماما آپ بھی مجھے معاف کر دیجیے گا میں نے بہت ساری باتیں آپ سے ضد کر کے منوائیں جو مجھے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ماما اب مجھے احساس ہو چکا ہے کہ یہ سب غلط ہے وہ باونڈریز جو اللہ نے ہمارے لیے بنائیں ہیں وہ ہماری سیفٹی کے لیے ہیں۔ ماما میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں میں اب کبھی بھی آپ کو مایوس نہیں کروں گی بلکہ جو معیار آپ نے ہمیں ہمیشہ سکھایا ہے کہ ہر کام میں اللہ کی رضا کو معیار بناو اس کی اطاعت اور اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پیمانہ بناو تو اب میں بھی اسی کو مد نظر رکھ کر زندگی کا ہر فیصلہ کروں گی۔

پھر چائے پیتے ہوئے سدرہ سعدیہ آپی سے اپنے لیے ویسا ہی نقاب عبایہ اور دستانے موزے آرڈر کرنے کا کہہ رہی تھی جیسا کہ ماما اور آپی لیتی رہی تھیں۔ کیونکہ اسے کل آپی کے ساتھ مدرسہ ایڈمیشن کے لیے بھی تو جانا تھا۔ اور ماما ان کو وہیں باتوں میں مگن چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں ان کا دل ایک بار پھر شکر سے معمور ہو گیا کہ سدرہ کو وقت گزرنے سے پہلے ہدایت مل گئی۔

تبصرے

رسالہ اپنی آمد میں کچھ تاخیر کر گیا، مگر انتظار خوب رہا؛ اور رسائی اس سے بھی زیادہ دل آویز ثابت ہوئی۔ سرورق دیکھ کر دل خوش ہو گیا، کیونکہ اس بار کا موضوع دورِ حاضر کی سب سے زیادہ گہرائی سے سمجھنے والی حقیقت؛ "ختم نبوت" پر تھا۔

یوں تو ہر تحریر اپنے آپ میں انمول تھی، لیکن پورے رسالے کی اگر میں کوئی ایک خوبی بیان کروں تو اس میں تحریروں کا نظریہ خواتین کے کردار، ان کی ذمہ داریاں، ماں کی تربیت اور یہ تمام باتیں کسی روائتی موضوع پر نہیں بلکہ ختم نبوت سے منسلک تھیں۔ عصر حاضر کی مشکلات کے تناظر میں لکھاریوں نے عمدگی سے اپنے فہم کے مطابق تجاویز پیش کیں۔ رسالہ شروع ہوتا ہے مولانا اسماعیل صاحب کی بہترین تحریر سے جو نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی پر ہے پھر جو سفر شروع ہوتا ہے، قاری ایک حصار میں بندھتا چلا جاتا ہے۔

آپ کب آخری صفحے اور آخری حرف تک پہنچیں گے آپ کو علم بھی نہیں ہو گا۔ میری ذاتی پسند عذرا خالد جی کی تحریر ٹھری، خواتین کا حصہ بھی تو تحفظ ختم نبوت میں ہونا چاہیے لیکن کیا!

انہوں نے بڑے پیارے اسلوب میں اس موضوع سے انصاف کیا، اور سچ کہوں تو اس بار کی لکھاری ساتھیوں نے خامہ فرسائی سے تحفظ ختم نبوت میں اپنا بہترین حصہ ڈالا۔ امید ہے یہ رسالہ ایک دن ہماری اسکرین سے نکل کر ہاتوں کی زینت بنے اور علم کا یہ کارواں یونہی رواں دواں رہے۔ تبصرہ نگار: موحد عباسی

پیامِ حیاء کا شمارہ 65 پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خوبصورت اندازِ تحریر، دینی رہنمائی اور مفید موضوعات نے اس شمارے کو خاص بنا دیا ہے۔ خصوصاً خواتین کے لیے ایسی بامقصد تحریروں کا شائع ہونا ایک قابل قدر کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری ٹیم کی محنتوں کو قبول فرمائے اور پیامِ حیاء کو دن بہ دن ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ مریم فاطمہ

ماشاءاللہ، پیامِ حیاء شمارہ 65 ایک خوبصورت، علمی اور اصلاحی کاوش ہے۔ اس شمارے کے موضوعات میں دین، حیا اور معاشرتی اصلاح کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ عائشہ خان

صحت کا پیغام

ڈاکٹر محمد اکبر ابن کاشف صاحب طب جدید کے بہترین معالج اور طب مشرق کے حاذق حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر ہومیوپیتھ بھی ہیں اور علاج معالجے میں ہومیوپیتھی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مریض کے مرض کے مطابق شفاء بخش ادویات تجویز کرتے ہیں تاکہ بحکم الٰہی شفا ہو۔ ہماری درخواست پر ڈاکٹر صاحب اس صفحے پر آپ کی صحت کے حوالے سے سوالات کے جوابات دیں گے۔

ایک بچی ہے بارہ سال کی۔ ہنستے وقت یا بھاگتے وقت یا جھکتے وقت اور سجدے سے اٹھتے ہوئے ناف کے آس پاس درد ہوتا ہے۔ پیٹ کو دبانے سے کچھ رام آتا ہے۔ لگتا ہے پیٹ میں چھوٹے چھوٹے گول کنکر ہیں۔ منہ میں چھالہ ہے، سوتے وقت رال نکلتی ہے۔ ہونٹ خشک رہتے ہیں۔ دن بھر آنکھوں میں تھکن تھکن رہتی ہے۔ سکون کی گہری نیند نہیں آتی۔ براہ کرم دوا تجویز فرمائیے گا۔

Colocynthis 30 دن میں 3 بارلیں۔ Tab Bio-plasigen #3 Of schwabee Germany کی 5 گولیاں دن میں 3 بار چوس لیں انشاءاللہ بچی کی تکلیف دور ہو جائے گی۔

حکیم صاحب! میری عمر 30 سال سے زیادہ ہے مجھے معدے میں جلن ہوتی ہیں اور قبض رہتی ہیں اس کا کوئی علاج بتادیں۔ (صالحہ محمد)

Sulphur 30 صبح۔ Carbo veg 30 دوپہر۔ Lycopodium 30 شام اور Nux vomica 30 رات کو لیں۔ اللہ بہتر فرمائے گے

طبیب صاحب! میری کمر اور سیدھی ٹانگ میں درد رہتا ہے۔۔ زیادہ دیر بیٹھنے یا کھڑے ہونے سے شدید ہو جاتا ہے۔ کافی علاج کیا فیزوتھارپی بھی کی ہے۔ وقتی آرام آتا ہے لیکن درد سے نجات نہی مل رہی۔ ایکسر سائز سے کچھ آرام آجاتا ہے۔ اسکا علاج بتادیں۔ (ام حسن)

Colocynthis 30 دن میں 3 بار لیں۔ ان شاءاللہ آرام آئے گا۔

حکیم صاحب میں آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ میرے سر میں خشکی بہت ہوتی ہیں بال بھی گرتے ہیں اس کے لیے کوئی شیمپو یا آئل ہو تو مہربانی رہنمائی فرمائے۔ (عائشہ صدیقہ)

آپ آرنیکا ہیئر آئل اور آرنیکا شیمپو کا استعمال کریں اور Irolecin heavy malt. 10 ملی لیٹر دن میں 3 بار پی لیں۔ ان شاءاللہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔

بچوں کو کیسے مصروف رکھیں؟

سندس ارشد

مائیں اکثر پریشان رہتی ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو کیسے مصروف رکھیں؟ خاص طور جو چھوٹے بچے 2 یا 3 سال کے ان کو ہر وقت متحرک اور مصروف کیسے رکھا جائے کہ وہ موبائل کی طرف دیکھیں بھی نہیں۔ موبائل کی غلط عادت ہم بڑے ہی بچوں کو ڈالتے ہیں۔ مائیں ہی ہیں جو ذرا سا بچوں کے تنگ کرنے پر ان کو موبائل دے دیتی ہیں۔ ورچوئل آٹزم کے کیسز بڑھتے ہی جا رہے ہیں. اتنی چھوٹی سی عمر میں جب بچے کی لرننگ ہونی ہے اس وقت اس کے ہاتھ میں موبائل دے دیا جائے تو موبائل تو اس کے لیے مشغلہ بن گیا ہے اور وہ جب موبائل میں کارٹونز یا ریلز وغیرہ دیکھتا ہے تو اسے ہو بہو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ پرانے وقت میں بچہ بچپن میں اپنی دادی نانی، امی سے کہانی سنتا، سوچتا اور خواب بنتا تھا۔ آج کے بچے کی یہ صلاحیت موبائل نے ختم کر دی ہے۔ آج کل تو اس قدر خطرناک صورتحال ہے کہ بچہ کھانا کھا رہا ہو گا تو بھی موبائل دیکھ کر کھائے گا اب اس بچے کے پیٹ میں غذائیت جا رہی ہے یا نہیں؟ یہ سوچنا آپ کا کام ہے۔

کچھ باتیں کر لی جائیں کہ بچوں کو کیسے مصروف رکھیں اور موبائل سے دور رکھیں۔ سب سے پہلے اپنے بچے کو موبائل سے بچانا ماں اور گھر میں رہنے والے تمام افراد کا کام ہے۔ آپ موبائل کو سائڈ پر رکھیں گے تب ہی آپ کا بچہ موبائل سے دور رہ سکے گا۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں یہ کرنا بھی ناممکن ہے کیونکہ سارا کام موبائل یا لیپ ٹاپ پر ہوتا ہے۔ اس کے لیے بھی ایک اہم ٹپ خصوصاً ماؤں کے لیے ہے کہ آپ موبائل پر اپنے ضروری کام اس وقت کریں جب آپ کا بچہ یا تو سو رہا ہو یا وہ مصروف ہو۔ مثال بچے کے والد کو کہیں کہ تھوڑی دیر بچے کو مصروف کر لیں اس کے ساتھ کھیلیں، اس سے باتیں کریں اس کو کہانیاں سنائیں۔ یا پھر آپ اپنے بچے کے سونے وقت کا انتظار کریں۔ پہلے وقتوں میں تربیت کرنا اتنا مشکل نہیں تھا جتنا آج ہو گیا ہے۔ پہلے وقتوں میں بچے نانیاں دادیاں سے کہانی سنتے تھے، سب کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے اس طرح تربیت بھی ہو جاتی تھی اور بچہ بور بھی نہیں ہوتا تھا لیکن آج کا دور قدرے مختلف ہے۔ اب کہانیوں والا دور ناپید ہو گیا ہے۔ بچے کی تربیت کے لیے یہ موبائل کی سب سے بڑی قربانی ہم ماؤں کو دینی پڑے گی

تب ہی ہمارے بچوں کا بچپن ان کو لوٹایا جا سکتا ہے۔

اب بات آتی ہے کہ بچوں کو کیسے مصروف رکھا جائے۔ یہ سوچ بالکل غلط ہے کہ بچے جب بڑے ہوں گے تو خود ہی اپنے کام کر لیں گے۔ ابتدائی عمر سے ہی بچے کی شخصیت میں جو عادت پختہ ہو جائے وہ عمر بھر ساتھ نبھاتی ہے چاہے وہ عادت اچھی ہو یا بری۔ بچپن سے ہی بچوں کو چھوٹے چھوٹے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ چھوٹے چھوٹے کام جیسے کہ دستر خوان لگانا، برتن کچن سے دستر خوان پر رکھ دینا، اپنی پلیٹ سنک پر خود رکھنا، اپنے کھلونے سمیٹنا، اپنے جوتے خود پہن لینا یہ تو 2 سے 3 سال تک کے بچے کے کرنے کے کام ہیں۔ اس سے بڑے بچے اپنا بستر بنائیں، اپنی امی کے ساتھ کچن میں مدد کروا دیں۔ برتن دھلوا دیں۔ اپنا اسکول بیگ خود سیٹ کریں۔ اپنے کمرے کو صاف ستھرا رکھیں۔ کپڑے تہہ کروا دیں۔ ہزاروں کام ہیں جو ہم بچوں کو سکھا کر، ان سے کروا کر ان کو نہ صرف مصروف رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں۔

یہ بہترین تربیت ایک ماں ہی کر سکتی ہے۔ ماں اپنی نسلوں کو پروان بھی چڑھا سکتی ہے اور بگاڑ بھی سکتی ہے۔ ایک پہلو پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ اگر آپ جوائنٹ فیملی میں رہتی ہیں تو پھر یہ کام صرف آپ کا نہیں بلکہ گھر کے تمام فرد کا ہے۔ سب کو مل کر ہی محنت کرنی ہو گی۔ اللہ ہم سب کے بچوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں اپنی نسل کی شریعت اسلام کے مطابق تربیت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

انا کا حصار اور عاجزی کی راہ

امِ عبیر محمد احمد

انا کی جنگ اگر کسی کے وجود میں لگ جائے تو یہ روح کو کینسر کی طرح ختم کر دیتی ہے۔اس کا علاج بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی جان لیوا مرض کا۔انا کا حصار توڑنا ایک مسلسل کوشش ہے؛ یہ کوئی ایسی منزل نہیں جہاں ایک دن میں پہنچا جا سکے۔یہ ایک ایسا روحانی اور ذہنی سفر ہے جس کے لیے اپنی ذات کا گہرا مطالعہ ضروری ہے۔

اس حصار کو توڑنے کے لیے 'میں' کی رٹ لگانے کے بجائے 'ہم' کا لفظ اپنانا ضروری ہے، کیونکہ 'میں' سے تکبر کی بو آتی ہے۔

اپنی کامیابیوں کو اپنی ذات تک محدود رکھنے کے بجائے اسے اللہ کا فضل سمجھیں اور دوسروں کو سننے کی عادت ڈالیں۔جب آپ کسی دوسرے شخص کی بات کو بغیر کسی جوابی دلیل کے، صرف سمجھنے کی نیت سے سنتے ہیں، تو آپ کا ذہن دوسروں کی رائے کے لیے کھل جاتا ہے۔اسی طرح، اپنی خامیوں کا اعتراف کرنا سیکھیں اور روزانہ رات کو اپنا احتساب کریں؛ یہ عمل شخصیت سے اکڑ کا عنصر ختم کر دیتا ہے۔

نمود و نمائش انا کی خوراک ہے، للہٰذا خاموشی سے خدمت کا جذبہ پیدا کریں اور ایسے کام کریں جس کی خبر صرف اللہ کو ہو۔حقیقتِ حیات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ ایک دن مٹی میں مل جانا ہے، یہ احساس انسان کو عاجزی کے دائرے میں لے آتا ہے۔اس سفر میں اللہ والوں کی صحبت ایک اکسیر کا درجہ رکھتی ہے؛ اُن کی صحبت اپنا رنگ دکھاتی ہے اور انا کے کثیف پردوں کو ہٹا کر دل کو منور کر دیتی ہے۔ شکر گزاری کی عادت اپنائیں، کیونکہ انا کا حصار انسان کو ناشکرا بنا دیتا ہے، جبکہ شکر گزاری دل میں انکساری پیدا کرتی ہے۔اگلی بار جب آپ کسی سے بحث کر رہے ہوں یا اپنی بات ہی منوانا چاہ رہے ہوں، تو ایک لمحے کے لیے رک جائیں اور خود سے پوچھیں کہ کیا یہ بات سچ کی تلاش میں ہے یا صرف انا کی تسکین کے لیے؟ اگر جواب 'انا' ہو، تو خاموشی اختیار کر لینا ہی عاجزی کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے۔

عاجزی وہ خاموش طاقت ہے جو انسان کو زمین پر کھڑے رہ کر بھی ستاروں سے بلند کر دیتی ہے۔جس دن ہم اپنی 'انا' کو اللہ کے آگے جھکا دیں گے، اسی دن سے ہماری حقیقی پہچان کا آغاز ہو گا۔

پکوان

عائشہ نعیم

فرائی مچھلی

درکار اجزاء:

مچھلی 1 : کلو لہسن ادرک کا پیسٹ: 1 بڑا چمچ۔ لیموں کا رس: 2 سے 3 بڑے چمچ۔ خشک مصالحے: 1 چھوٹا چمچ لال مرچ پاؤڈر، 1 چھوٹا چمچ کٹی ہوئی لال مرچ، آدھا چھوٹا چمچ ہلدی، 1 چھوٹا چمچ بھنا کٹا زیرہ، دو چمچ مچھلی مصالحہ اور 1 چھوٹا چمچ اجوائن (ہاتھوں سے مسل کر) بائنڈنگ کے لیے: 5 سے 6 بڑے چمچ بیسن۔ نمک: حسبِ ذائقہ

مچھلی بنانے کا طریقہ 1. مچھلی کی صفائی اور بو ختم کرنا

مچھلی کو دھونے سے پہلے اس پر تھوڑا سا لہسن کا پیسٹ، نمک اور سرکہ یا لیموں کا رس لگا کر 15 منٹ کے لیے رکھ دیں۔ اس کے بعد اسے صاف پانی سے دھو لیں۔ اس طریقے سے مچھلی کی مٹیالی بو بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

دھونے کے بعد مچھلی کو کسی چھلنی میں رکھ دیں تاکہ پانی بالکل خشک ہو جائے۔ اگر مچھلی گیلی رہے گی تو مصالحہ اتر جائے گا۔

2. میرینیشن (مصالحہ لگانا)

ایک برتن میں لہسن ادرک کا پیسٹ، لیموں کا رس اور تمام خشک مصالحے (لال مرچ، ہلدی، زیرہ، اجوائن، مچھلی مصالحہ بیسن اور نمک) ملا کر ایک گاڑھا پیسٹ بنا لیں۔

اس مصالحے کو مچھلی کے تمام ٹکڑوں پر اچھی طرح لگا دیں۔ مصالحہ لگانے کے بعد مچھلی کو کم از کم 1 سے 2 گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ دیں تاکہ ذائقہ اندر تک چلا جائے۔

3. فرائی کرنے کا طریقہ

کڑھائی میں کوکنگ آئل گرم کریں۔ تیل کا درجہ حرارت درمیانہ تیز (Medium-High) ہونا چاہیے۔

گرم تیل میں مچھلی کے ٹکڑے ڈالیں اور پھر آنچ کو درمیانہ کر دیں۔

مچھلی ڈالتے ہی فوراً چمچ نہ چلائیں، ورنہ کوٹنگ اتر جائے گی۔ ایک طرف سے 2 سے 3 منٹ پکنے دیں، پھر سائیڈ بدل لیں۔

دونوں طرف سے گولڈن براؤن اور کرسپی ہونے تک تقریباً 6 سے 8 منٹ فرائی کریں اور پھر نکال لیں۔

ضروری ٹپس: تیل کا درجہ حرارت: اگر ٹھنڈے تیل میں مچھلی ڈالیں گے تو وہ تیل چوس لے گی، اور اگر بہت زیادہ تیز گرم تیل میں ڈالیں گے تو اوپر سے جل جائے گی اور اندر سے کچی رہ جائے گی۔